روزنامہ ایکسپریس، کراچی، جمعرات 28 جولائی، 2005ء

آصف مالک

زاہدہ حنا نے ایک بار کہا تھا کہ کسی کو صاف ستھری نثر لکھنے کا شعور حاصل کرنا ہے تو اسے ابن صفی کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ وہ رواں اسلوب اور عام فہم زبان میں ایسی سادہ اور پُر لطف نثر لکھتے تھے کہ سہل ممتنعہ جیسا مزہ ملتا تھا۔ ابن صفی کا شمار گو کہ پاپولر فکشن رائٹر میں ہوتا ہے، اور انھوں نے عمر بھر جاسوسی ناول لکھے، لیکن ان جاسوسی ناولوں میں ان کی زبان پر جو دسترس ظاہر ہوتی ہے، اور جو ان کا انداز تحریر ہے، اسی بدولت انھیں اردو ادب میں ایک ممتاز مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اردو ادب میں موضوعات کو داخلی اور خارجی کیفیات تک محدود کر دیا گیا ہے، جب کہ دوسری زبانوں کے فکشن میں ہر طرح کے موضوع پر مواد ملتا ہے۔ آج دنیا دہشت گردی کے جس عفریت کا شکار ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی میں جو حیرت انگیز ترقی ہو رہی ہے، اردو فکشن ان مظاہر سے دور ہی رہتا ہے۔ مگر ابن صفی نے اپنے جاسوسی ناولوں میں ان موضوعات کو اس وقت تحریر کیا،

سیریز شروع کی جس کا پہلا ناول 'دلیر مجرم' تھا۔ اس پہلے ناول نے ہی قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کروالی۔ ان ہی دوستوں نے ایک ادبی رسالے 'نکہت' کا اجراء کیا، جس کا پہلا ایڈیشن پہلے ہی دن فروخت ہو گیا۔ جمال رضوی بعد ازاں شکیل جمالی اور مجور رضوی، ابن سعید کے نام سے مشہور ہوئے، اور دونوں نے رومانی ادب میں خوب نام کمایا۔ اسی گروپ میں بعد میں ڈاکٹر راہی معصوم رضا، الیاس عشقی اور مصطفیٰ زیدی بھی شامل ہو گئے۔ مصطفیٰ زیدی اس زمانے میں تیغ الہ آبادی کہلاتے تھے۔ عباس حسینی اس رسالے اور ابن صفی کے ناولوں کے پبلشر تھے۔

ابن صفی (اصل نام اسرار احمد) نے ابتدا شاعری سے کی، اور فکاہیہ مضامین اسرار ناروی کے قلمی نام سے لکھے۔ ان کے مشہور مزاحیہ کردار سنکی سپاہی اور تغزل فرقان تھے۔ بعد ازاں انھوں نے صرف ابن صفی کے نام سے لکھا، اور ساری توجہ جاسوسی ناولوں پر مرکوز رکھی۔ 'جاسوسی دنیا' نے تقسیم سے قبل ہی بے پناہ مقبولیت حاصل کر لی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد ابن صفی نے ایک اور جاسوسی سلسلہ 'عمران سیریز' کے نام سے شروع کیا،

جب یہ مسائل دنیا کے سامنے بھی نہیں تھے۔

پاپولر فکشن کا خانہ دنیا بھر میں الگ سہی لیکن ابن صفی کی بطور رائٹر حیثیت مسلم ہے۔ وہ صاحب طرز شاعر بھی تھے اور الٰہ آباد کے ایک علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ اردو ادب کی تاریخ میں شاید ہی کسی ادیب کو اتنی بڑی تعداد میں قاری میسر آئے ہوں، جتنے قاری ابن صفی کے تھے۔ ساٹھ اور ستر کی دھائی میں تو حال یہ تھا کہ لوگ بک اسٹالز پر 'عمران سیریز' اور 'جاسوسی دنیا' کے نئے ناول کا انتظار کرتے تھے، اور ان کی کتابیں بلیک میں فروخت ہوتی تھیں، بالکل ہیری پوٹر والا معاملہ تھا۔

ابن صفی 26 جولائی 1928 کو الٰہ آباد کے ایک گاؤں 'نارا' میں پیدا ہوئے اور 26 جولائی 1980 میں اس عہد ساز ناول نگار کا انتقال ہوا۔ ساتویں جماعت میں ہی تھے کہ ان کی پہلی کہانی ماہنامہ 'شاہد' میں شائع ہوئی۔ الٰہ آباد سے انٹر اور آگرہ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ نارا سے جب یہ خاندان الٰہ آباد کی 'حسن منزل' میں منتقل ہوا تو اسی مکان میں ان کے دوستوں نے ادبی بیٹھک بنالی تھی۔ عملی زندگی کا آغاز ابن صفی نے بہ حیثیت اسکول ٹیچر کیا تھا۔

ابن صفی نے ڈھائی سو سے زیادہ ناول تحریر کیے۔ ان کے ناولوں کا ہندوستان کی دیگر کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔

یہ چالیس کی دھائی کی بات تھی، جب ایک شام چار دوست جمال رضوی، عباس حسینی، مجاور حسین رضوی اور اسرار احمد اس امر پر گفتگو کر رہے تھے کہ اردو میں سارا جاسوسی ادب براہ راست انگریزی سے ترجمہ ہو کر آرہا ہے، جس میں سوائے سیکس کے کچھ اور نہیں ہوتا۔ دیگر دوستوں کی رائے تھی کہ جاسوسی یا مسٹری لٹریچر سیکس کے عنصر کی بغیر قارئین کی توجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اسرار احمد کی رائے مختلف تھی۔ انھوں نے کہا کہ اگر ناول کے پلاٹ کی بنت عمدہ ہو، اور اچھی زبان استعمال کی جائے تو قاری ضرور متوجہ ہوگا۔ پھر اسی نظریے کے تحت اسرار احمد نے دو کردار انسپکٹر فریدی اور سارجنٹ حمید تخلیق کیے، اور 'جاسوسی دنیا' کے عنوان سے جاسوسی ناولوں کی ایک

اردو کے سب

ابنِ صف

جس کا مرکزی کردار ایک جاسوس علی عمران تھا۔ اس سیریز نے 'جاسوسی دنیا' سے بڑھ کر شہرت حاصل کی۔

یہ امر دلچسپ ہے کہ تقسیم سے قبل ان پر ترقی پسند ادیب کا لیبل چسپاں تھا اور اس سلسلے میں برطانوی ہند کی حکومت نے ان کے گرفتاری کے وارنٹ بھی جاری کیے تھے۔ ابن صفی کی ساری زندگی جدوجہد میں گزری۔ تقسیم کے بعد انھوں نے کراچی میں پہلے لیاقت آباد اور پھر فردوس کالونی میں رہائش اختیار کی۔ یہیں ان کا اسرار پبلی کیشنز کا دفتر بھی تھا جہاں وہ بیٹھ کر عمران سیریز اور جاسوسی دنیا لکھا کرتے تھے۔ 1953 میں ان کی شادی سلمٰی خاتون سے ہوئی۔ وہ ہر ماہ دو ناول 'جاسوسی دنیا' اور دو ناول 'عمران سیریز' کے لکھتے تھے۔ زیادہ دماغی محنت اور لکھنے کی مشقت کے باعث 1960-63 میں شیزوفیرینیا میں مبتلا ہونے کے باعث وہ لکھنے سے قاصر رہے۔ تاہم حکیم اقبال حسین کے علاج سے صحت یاب ہوگئے۔ بیماری کے بعد ان کا جاسوسی دنیا کا مشہور ناول 'ڈیڑھ متوالے' آیا، جس کی رونمائی ہندوستان میں اس وقت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے کی۔

ابن صفی سائنٹیفک سوچ کے مالک تھے۔ اسی لئے ستر کی

دہائی میں آئی ایس آئی نے غیر رسمی طور پر ان کی خدمات حاصل کیں۔ وہ اس خفیہ ادارے میں بھرتی ہونے والے نوجوانوں کو جاسوسی کے طریقوں پر لیکچر دیا کرتے تھے۔

ابن صفی تھوڑے عرصے کے لیے شوبز کی دنیا سے بھی وابستہ ہوئے۔ 1975 میں ایک فلم پروڈیوسر محمد حسین تالپر عرف مولانا بھی نے عمران سیریز کے ناول 'بیاکوں کی تلاش' پر مبنی ایک فلم 'دھماکہ' بنائی تھی۔ اسی طرح 1977 کے عام انتخابات کے دوران پی ٹی وی نے عمران سیریز کے ناول 'ڈاکٹر دعاگو' پر مبنی سیریل پروڈیوس کی، جس میں قوی خان نے عمران کا کردار کیا تھا، تاہم کچھ سیاسی مواد کی بناء پر یہ سیریل آن ائر نہیں ہو سکی۔

1979 کے ماہ ستمبر میں ابن صفی کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے، اور اگلے برس اپنے انتقال سے قبل انھوں نے اپنا آخری ناول 'آخری آدمی' (عمران سیریز) کا تحریر کیا تھا۔

ابن صفی کا خاندان نارا کے راجہ ویشدر دیال سے تعلق رکھتا ہے، جو قبول اسلام کے بعد بابا عبدالنبی کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کا مزار نارا میں اب بھی موجود

انھیں اپنے نانا حضرت نوح ناروی سے ورثے میں ملی تھی۔ تاہم ان کا مجموعہ کلام 'متاع قلب و نظر' ہنوز اشاعت کا منتظر ہے۔ ابتدا میں انھوں نے فکاہیہ مضامین لکھے۔ ان کی تحریر کی چاشنی میں معاشرے کی برائیوں کی نشاندہی بڑے لطیف انداز میں ملتی ہے۔

ابن صفی نے ایڈونچرز بھی لکھا۔ 'بلدران کی ملکہ' ان کا مشہور سلسلہ تھا، جس میں انھوں نے ایک فرضی علاقہ شکرال تخلیق کیا تھا۔ ایک اور ایڈونچر 'اب تک تھی کہاں' گو کہ جدید عہد کا ناول تھا، مگر اس میں مصری دساتیر کا عکس بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ اس طرح انھوں نے ایڈونچر رائٹنگ کو تفریح اور معلومات دونوں کا ذریعہ بنا دیا۔

ابن صفی کی تحریر کا وصف ان کی بلا کی خلاقی تھا۔ 'جاسوسی دنیا' اور 'عمران سیریز' میں انھوں نے کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ ان کے کردار کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب کچھ fictitious تھا، مگر پڑھنے والا اسے حقیقت

ہے۔ ابن صفی کے والد کا نام صفی اللہ اور والدہ کا نام نذیرہ بی بی تھا۔ ان کے والدین کا تعلق ایک جاگیردار گھرانے سے تھا۔ ان کے دادا مولوی عبدالفتح تقسیم سے قبل ایک اسکول ٹیچر تھے۔ والدہ نذیرہ بی بی کا خاندان 'حکیموں کا خاندان' کہلاتا تھا۔ والدہ کے چچا تایا حکیم احسان علی اور حکیم رحمان علی نے طب پر مستند کتابیں چھوڑی ہیں۔ ان کی فارسی کتابیں طب رحمانی اور طب احسانی آج بھی ہندوستان کے طبی مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ نذیرہ بی بی نے بڑی شفقت

سمجھنے پر مجبور نظر آتا ہے۔ ان کے کردار گو کہ بظاہر عام انسان ہیں، مگر ان کی خصوصیات حقیقت سے ماوراء بھی نظر آتی ہیں۔ تاہم ان کرداروں کی چال ڈھال، بول چال، رویوں اور طرز عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی نفسیات کو ابن صفی نے کس قدر باریکی سے جانچا ہے۔ یوں یہ فرضی کردار جیتے جاگتے انسان نظر آتے ہیں۔ شاعر اور ادیب اگلے زمانوں میں ہونے والے حالات و واقعات کا ادراک رکھ سکتا ہے۔ اس کا ثبوت ابن صفی کے ناول ہیں۔ انھوں نے بیس تیس سال قبل تک

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی نے ابن صفی کو کچھ یوں خراج تحسین پیش کیا ہے، ''میں کولفا فے یا کتابوں کے درمیان چھپا کر نہیں رکھا۔ ہمارے انٹلیکچوئل اسے ایک سب سے کوئی ابن صفی کے تخلیقی ذہن کا مقابلہ نہیں کر سک

سے اسرار احمد (ابن صفی) کی تربیت کی تھی، اور جب بیٹے کو کینسر کا مرض لاحق ہوا تو اسی صدمے میں بیٹے کی موت سے ایک سال قبل 1979 میں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ ابن صفی نے اپنی ہر دلعزیز والدہ کی موت پر ایک یادگار نظم 'ماں' لکھی تھی۔

ابن صفی، اسرار ناروی کے نام سے شاعری کرتے تھے اور شاعری کے روایتی دبستان سے وابستہ تھے۔ شاعری

دہشت گردی کے اتنے بڑے نیٹ ورک دکھائے تھے، جو آج جیتی جاگتی حقیقت ہیں۔ 80 کی دہائی تک کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور علی عمران نوجوان نسل کے رول ماڈل تھے۔

جاسوسی دنیا کا مرکزی جاسوس کرنل فریدی ایک آئیڈیل مرد ہے، سنجیدہ، بردبار، نڈر اور انتہائی ذہین۔ عورتیں اس پر مرتی ہیں، مگر وہ کسی عورت کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے

دیتا۔ اس پر کبھی کوئی کمزور لمحہ نہیں آتا۔ وہ سارا مشن اپنے اسسٹنٹ کیپٹن ساجد حمید کے ذریعے کرتا ہے، جس کو اصل ہدف کا آخر تک علم نہیں ہوتا۔ کیپٹن حمید ایک چلبلا، شوخ طبع، فلرٹ ٹائپ کا فوجی افسر ہے جو عورتوں میں گھرا رہتا ہے۔ جس کے کوٹ کی جیب میں ایک چھوٹی سی چوہیا رہتی ہے۔ 'جاسوسی دنیا' کے دیگر کرداروں میں قاسم خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ انتہائی فربہ، ہاتھی نما احمق انسان ہے جو ہر وقت کھاتا رہتا ہے۔

'عمران سیریز' کا مرکزی کردار علی عمران ہے، جو اپنا پورا

کبھی ابن صفی کی 'جاسوسی دنیا'
سٹینڈرڈ مواد گردانتے ہیں، لیکن ان میں
"
۔

تعارف 'علی عمران ایم ایس سی پی ایچ ڈی آکسن' کہہ کر کرواتا ہے۔ یہ انتہائی رومانوی کردار ہے۔ بظاہر چاکلیٹی ہیرو، جس کے چہرے پر ہمہ وقت حماقت برستی رہتی ہے۔ (بالکل برنارڈ شاہ کے Arms and the Man کے مرکزی کردار 'چاکلیٹ ہیرو' کی طرح) سیکرٹ سروس کا اصل باس 'ایکس ٹو' جس کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا، جو صرف وائرلیس یا فون پر اپنے احکامات دیتا ہے، اصل میں عمران ہی ہے۔ اس راز سے صرف محکمے کے سربراہ سر سلطان واقف ہیں۔ علی عمران اردو میں جیمز بانڈ کا ایک کامیاب اور قدرے مختلف ورژن ہے۔ اسی سیریز کے دیگر کردار کرائم رپورٹر انور، رشیدہ، کیپٹن صفدر، جولیانا فٹز واٹر، جوزف، روشی، سپرنٹنڈنٹ فیاض، عمران کا ملازم سلیمان بھی منفرد خصوصیات کے حامل ہیں۔ خاص طور پر جوزف جو ہمہ وقت شراب کے نشے میں دھت رہتا ہے، اور افریقا کی ایک مہم میں اسے شراب نہیں ملتی تو وہ ایک خاص قسم کی گھاس 'شپالی' کی جگالی کرتا ہے، جس میں شراب جیسا ہی مزہ ہے۔ ولن کے کرداروں میں سنگ ہی مارشل آرٹ کا ماہر ہے، جو کبھی گولی کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، اور مچھلی کی طرح پھسل جاتا ہے۔ فنچ ایک چھوٹے سے قد کا بونا ہے، مگر قیامت کا شریر ہے۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا بھی ایک طلسمی حسن رکھنے والی حکمراں ہے، جو عمران سے عشق کرتی ہے۔ غرض ابن صفی کے ہاں کرداروں کی ایک انوکھی دنیا آباد نظر آتی ہے۔

ابن صفی کا اردو کے جاسوسی ادب میں اتنا بڑا کنٹری بیوشن ہے کہ آج تک ان کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوا۔ اگرچہ دوسرے کئی رائٹرز نے عمران سیریز لکھی۔ اب بھی

لکھ رہے ہیں۔ خوب پیسہ بھی کمایا ہے مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔ ابن صفی کو ایک بار اگاتھا کرسٹی نے کراچی ائرپورٹ پر عارضی قیام کے دوران زبردست خراج تحسین پیش کیا تھا۔

دوطرفہ تماشا یہ ہے کہ بڑے بڑے ادیب و دانشور بظاہر ابن صفی کی مقبولیت سے خائف ہو کر ان پر تنقید کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ابن صفی کے ناولوں کو اردو ادب میں کبھی کوئی مقام نہیں مل سکتا، مگر یہی بڑے بڑے نام راتوں کو چھپ کر مزے لے لے کر ابن صفی کے ناول پڑھا کرتے تھے، اور تکیوں کے نیچے ان کے ناول چھپا کر رکھتے تھے۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی نے ابن صفی کو کچھ یوں خراج تحسین پیش کیا ہے، ''میں نے کبھی ابن صفی کی جاسوسی دنیا کو لفافے یا کتابوں کے درمیان چھپا کر نہیں رکھا۔ ہمارے انٹلکچوئل اسے ایک سب اسٹینڈرڈ مواد گردانتے ہیں، لیکن ان میں سے کوئی ابن صفی کے تخلیقی ذہن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ آپ ابن صفی کو کیوں پڑھتے ہیں تو میں جواب دیتا ہوں، کیوں کہ ابن صفی ہمارے کئی نامور ناول نگاروں سے بہتر زبان لکھتے ہیں۔ ایک بار محمد حسن عسکری نے شکوہ کیا کہ اردو نثر کا فن زوال پذیر ہے۔ میں نے انھیں صفی صاحب کا ایک ناول پڑھنے کو دیا۔ اس کے

بعد وہ ہر ماہ پوچھتے تھے کہ کشفی صاحب، ابن صفی کا نیا ناول آ گیا؟۔ میں نے سرشار صدیقی کو بھی ابن صفی کے ناول پڑھوائے، اور وہ بھی ابن صفی کے فن کے قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس کا اعتراف انھوں نے اپنی ایک تحریر میں بھی کیا ہے۔ میں نے ناروے کے دانش ور پروفیسر فن تھیسن کو ان کے کراچی میں قیام کے دوران ابن صفی کو پڑھوایا، اور پھر وہ بھی ابن صفی کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکے، مغرب میں مسٹری رائٹنگ میں سر آرتھر کانن ڈائل، ایڈگر ایلن پو اور چیسٹرٹن بے شک اہم نام ہیں، مگر اردو میں ابن صفی کے ہاں ہی ناول کے تمام لوازمات پائے جاتے ہیں۔"

اوسلو یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے پروفیسر فن تھیسن (Prof. Finn Thiessen) لکھتے ہیں،

"میری رائے ہے کہ ابن صفی کو ابھی تک اردو ادب میں ان کا جائز مقام نہیں ملا، یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اردو نقادوں نے ابھی تک ابن صفی کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا ہے۔ اپنے ناول 'رات کے راہی' کے صفحہ نمبر 113 پر خود ابن صفی رقمطراز ہیں 'اس بات کی فکر نہیں کرو کہ لوگ تمھارے بارے میں کیا سوچتے ہیں، ہمیشہ اس بات پر نظر رکھو کہ خود تم کیا ہو' لہٰذا ہمیں بھی یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ نقادوں نے ابن صفی کو تسلیم نہیں کیا، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ نام نہاد نقاد خود کیا ہیں؟"

26 جولائی 1980 میں ابن صفی کا تو انتقال ہو گیا مگر ان کے ناول اور ان کے کردار آج بھی زندہ ہیں۔ ■